رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر ۔ غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۴۴ | مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۳ جون ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

متفرق اطلاعات ۔ صد ۲

مسلمانوں کے خلاف کانگریس اور مہاسبھائی ہندوؤں کا اتحاد صد ۳

زمیندار کی عبرتناک حالت صد ۴

مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق غیر مبایعین سے ایک مطالبہ کا جواب صد ۵

چندہ کشمیر اور بیرونی ممالک کی احمدیہ جماعتیں

احمدیت کے دسترخوان کی ریزہ چینی کرنیوالے

گوشوارہ کارگزاری جماعت ہائے انصار اللہ

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۴ء

اشتہارات ۔ صد ۱۱

خبریں ۔ صد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ۳۱ مئی کے لیکچر میں شمولیت کے لئے قادیان سے بہت سے اصحاب تشریف لے گئے ؛۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ علاقہ سندھ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؛۔

مستری قطب الدین صاحب بھیری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ ایک طویل علالت کے بعد ۳۰ مئی انتقال کر گئے۔ ظہر کے بعد مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں ؛۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مسلمانوں کی نکبت کی وجہ

"ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں۔ افسوس ہے۔ ان کو رسم اور عادت نے خراب کر دیا ہے۔ ورنہ یہ میرا معاملہ ایسا مشکل اور پیچیدہ نہ تھا۔ جو سمجھ میں نہ آتا۔ قرآن شریف سے ثابت۔ احادیث سے ثابت دلائل عقلیہ سے ثابت۔ اور پھر تائیدات سماویہ اس کی مصدق۔ اور ضرورت زمانہ اس کی موید۔ باوجود اس کے بھی یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ حق پر نہیں؛ غور کر کے دیکھو۔ کہ جب یہ لوگ خلاف قرآن و سنت کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ تو پادریوں کو نکتہ چینی کا موقعہ ملتا ہے۔ اور وُہ جھٹ پٹ کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ تمہارا پیغمبر مر گیا۔ اور معاذ اللہ وُہ زمینی ہے۔ حضرت عیسیٰ زندہ اور آسمانی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کر کے کہتے ہیں۔ کہ وُہ مُردہ ہے۔ سو جگر بتاؤ۔ کہ وُہ پیغمبر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہے ایسا اعتقاد کر کے اس کی فضیلت اور حمیت کو یہ لوگ بٹہ نہیں لگاتے ضرور لگاتے ہیں۔ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ پادریوں سے جس قدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ کہلایا ہے اسی کی سزا میں یہ نکبت اور بدبختی ان کے شامل حال ہو رہی ہے ایک طرف تو موہنہ سے کہتے ہیں۔ کہ وُہ افضل الانبیاء ہے۔ اور دوسری طرف یہ اقرار کر لیتے ہیں۔ کہ ۶۳ سال کے بعد مر گئے۔ اور مسیح اب تک زندہ ہے۔ اور نہیں مرا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ پھر کیا یہ ارشاد الٰہی غلط ہے۔ نہیں یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ وُہ جھوٹے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ توہین کا نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی فضیلت ہے۔ جو کسی نبی میں نہیں ہے !! (الحکم ۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء)

جامع مسجد لیگوس (افریقہ) کا فیصلہ جماعت احمدیہ کے حق میں

لیگوس کی جامع مسجد جو احمدیوں کے قبضہ میں ہے۔ مخالفین چھین لینے کی عرصہ سے کوشش کر رہے تھے۔ اور انہوں نے مقدمہ دائر کر رکھا تھا گو ان کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ بہت کمزور۔ اور قلیل التعداد تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے کامیابی بخشی۔ چنانچہ حکیم فضل الرحمن صاحب احمدی مبلغ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔

لیگوس میں جامع مسجد کا جو مقدمہ مخالفین نے ہماری جماعت کے خلاف دائر کر رکھا تھا۔ اس کا فیصلہ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علےٰ ذالک یہ محض فضل خداوندی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہم عاجز و بےکس تھے اور دشمن نہایت قوی۔ اور وہ اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ ہمیں کچلنے کے لئے میدان میں نکلا تھا۔

جن مخلصین نے ہماری درخواست پر کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ انہیں مبارک ہو۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی سن لی۔

اس مسجد کے مقدمہ میں دو دفعہ مخالفین زک اٹھا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے۔ اور ان کو سمجھ عطا کرے۔ کہ حق کا مقابلہ اچھا نہیں ہوتا۔

الفضل۔ ہم اس کامیابی پر اپنے لیگوس کے بھائیوں کو تہ دل سے مبارکباد کہتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اسے ان کی مزید کامیابی و ترقی کا موجب بنائے۔

سب سے زیادہ منظم جماعت

تحریک ترقی کی کامیابی کا ذکر کرتا ہوا معزز معاصر روزنامہ "حقیقت" لکھنؤ (۲۵ مئی) لکھتا ہے:۔

"یہ واقعہ ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان کی تمام اسلامی جماعتوں میں سب سے زیادہ منظم اور سرگرم عمل احمدی جماعت ہے جس نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اپنے تبلیغی مشن قائم کر دیئے ہیں حالانکہ اس جماعت کی تعداد چند لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور اس میں غرباء و متوسط الحال لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ باوجود اس کے حال میں اس کے دفتر قادیان سے سلسلہ کی ضروریات کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ فوراً جمع کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔ چنانچہ دو ماہ کے اندر ہی یہ رقم فراہم ہوگئی۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی جماعت کی طرف سے اتنی ہی رقم کے لئے اپیل کی جاتی۔ تو وہ چھ ماہ میں کیا سال بھر میں بھی جمع نہ ہو سکتی۔ خواہ وہ ضرورت کتنی ہی شدید ہوتی۔ چنانچہ مثلاً امارت شرعیہ بہار کے زلزلہ فنڈ ہی کو دیکھ لیجئے۔ کہ چار ماہ میں صدہا اپیلوں اور التجاؤں کے باوجود اب تک چالیس ہزار روپیہ بھی فراہم نہیں ہو سکا۔ کاش احمدی جماعت کے اس ایثار سے عام مسلمان سبق لیں۔ اور قومی ضروریات کے لئے ایک بیت المال قائم کر کے اپنی بیداری اور زندگی کا ثبوت دیں۔"

ڈاکٹری تعلیم کے خواہشمندوں کیلئے ضروری اطلاع

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے علی گڑھ میں ایک طبیہ کالج جاری کر رکھا ہے۔ جس میں انٹرنس پاس اور منشی، مولوی فاضل اور منشی فاضل جو تھوڑی بہت انگریزی جانتے ہوں۔ داخل ہو سکتے ہیں۔ کورس پانچ سال کا ہے۔ جس میں یونانی طریق پر علم طب مع جدید علوم کے سکھایا جاتا ہے۔ پروفیسروں میں ولایت کے اعلےٰ تعلیم یافتہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ اور سامان بھی ہر طرح مکمل ہے۔ فارغ التحصیل طلبہ کو گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیوں میں ملازمت مل سکتی ہے۔ تعلیمی قابلیت پنجاب کے سب اسسٹنٹ سرجنوں سے کچھ اوپر تک ہوتی ہے۔ ماہواری خرچ اوسطاً عـ۲۰ ماہوار ہوتا ہے۔ لیکن کالج کی طرف سے بعض مراعات کے مل جانے پر پندرہ روپے ماہوار تک گزارہ کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ داخلہ ۲۵ جولائی کو ہوگا۔ خواہشمند اصحاب کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

قواعد داخلہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی کے پرنسپل سے مل سکتے ہیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان)

مظلومین کشمیر کی امداد کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"اس وقت کشمیری قوم بھی ابتدائی انسانی حقوق سے محروم ہے اور سالہا سال سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑی چلی آتی ہے۔ پس اس وقت ان کی حفاظت کرنا ہمارا مذہبی فرض ہے۔ اور گو وہ ایسا مذہبی کام نہیں۔ جیسے تبلیغ ہے۔ مگر بہرحال اس کا مذہب سے تعلق ہے۔ ہمارا ان مولویوں جیسا فتویٰ نہیں جو یہ کہہ کر کہ یہ مذہبی کام ہے۔ جہاد کا اعلان کر دیتے ہیں۔ بلکہ ہمارا پہلے بھی یہ فتویٰ تھا۔ اور اب بھی ہے اور ہمیشہ یہی ہوگا۔ کہ یہ ایسا ہی مذہبی معاملہ ہے۔ جیسا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد۔ جو شخص اپنے مال اور عزت کی حفاظت میں مارا جاتا ہے۔ وہ شہید ہوتا ہے۔ یہ اگرچہ ایسی شہادت نہیں ہوتی۔ جو اسلامی جنگوں میں کسی مومن کو ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی اسے شہادت کا رنگ دیا گیا۔ بعینہٖ اسی طرح یہ بھی ایک مذہبی اور دینی معاملہ کہلائے گا۔ مگر اس طرح نہیں جیسے تبلیغ اور حفاظت اسلام کا کام ہے۔ وہ اور قسم کا دینی کام ہے۔ اور یہ اور قسم کا۔ مگر بہرحال یہ بھی ایک رنگ میں مذہبی کام ہے۔"

پس جبکہ مظلومین کشمیر کی امداد ایک قسم کا مذہبی فریضہ ہے۔ تو نہ صرف احمدیہ جماعت کے افراد کو چندہ کشمیر باشرح ادا کرنا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ لینا چاہیئے۔ اس وقت اس چندہ کی اہم ضرورت ہے۔ احباب خاص توجہ فرمائیں:۔ خاکسار فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ۔ قادیان

احباب سے گزارش

احباب خط و کتابت کرتے وقت ڈاکخانہ کے نئے قواعد کو ملحوظ رکھا کریں تا کہ کم محصول ڈاک لگانے کی وجہ سے خط یا پیکٹ بیرنگ نہ ہو۔ چھوٹے سے چھوٹے پیکٹ پر بھی اب تین پیسے کے ٹکٹ لگانے ضروری ہوتے ہیں۔ اور دو پیسے لگانے پر بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لفافہ صرف چھ ماشہ تک ایک آنہ کے ٹکٹ میں جا سکتا ہے۔ قواعد کے مطابق محصول نہ لگانے کی وجہ سے الفضل کو محصول ادا کرنا پڑتا ہے اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے (۲) چندہ کے متعلق کوئی تحریک خواہ وہ تعمیر مسجد کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ نظارت بیت المال کی منظوری کے بغیر شائع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے بہتر ہو کہ ایسی تحریک براہ راست نظارت بیت المال کو ہی بھیجی جائے۔ اگر وہ شائع کرنے کے لئے دے۔ تو شائع ہو جائیگی۔ ورنہ نہیں۔

سماٹرا میں مناظرہ

مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سماٹرا لکھتے ہیں۔ کہ عنقریب ایک بہت بڑا مناظرہ ایک کمیٹی کی طرف سے تجویز ہوا ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۴ قادیان دار الامان مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۵۳ھ جلد ۲۱

مسلمانوں کے خلاف کانگرسی اور مہاسبھائی ہندوؤں کا اتحاد

ڈاکٹر انصاری کے مقابلہ میں ہندو لیڈروں کے اعلانات

کانگرس میں تغیرات

کانگرس کو تنگ دل اور غلط کار لیڈروں کی وجہ سے اپنے پروگرام میں جو ناکامی حاصل ہوئی ہے۔ وُہ نہایت ہی عبرت ناک اور سبق آموز ہے۔ کہاں تو "پورن سوراجیہ" اور "کامل آزادی" کے حصول کے لئے عدم تعاون اور سول نافرمانی کا اجرا۔ اور کہاں ہاتھ جوڑتے ہوئے اور ناک رگڑتے ہوئے سول نافرمانی سے دست برداری۔ پھر کہاں تو کونسلوں اور اسمبلی میں داخلہ کو قومی غداری قرار دینا۔ اور کہاں اسی میں ہمہ تن معروف ہو کر اسے اپنا مقصد قرار دیتے ہوئے اپنی کھلی ہوئی شکست کا اقرار کر لینا۔ یہ ایسا تغیر اور اتنا بڑا انقلاب ہے۔ کہ خود کانگرسی اخبار اُسے کانگرس اور گاندھی جی کی ناکامی اور شکست قرار دے چکے ہیں:۔

وُہ بات جس پر کانگرس ہر حالت میں قائم ہے

لیکن کانگرس اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے خواہ کتنے پلٹے کھائے اور اس پر کتنے تغیرات آئیں۔ ایک بات پر وُہ ہر حالت میں قائم ہے اور وُہ ہندوستان کی تمام اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کے حقوق کو غصب کرنا۔ اور انہیں اپنی زنجیر میں جکڑے رکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس بات کو کسی حالت اور کسی صورت میں بھی کانگرسی ہندو نظر انداز کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں جو کچھ بھی ہو۔ صرف ہندوؤں کے لئے ہو۔ اور ہر دوسری قوم کو ہر ممکن ذریعہ سے ہندوؤں کے اقتدار و تسلط کا شکار بنا کر ہندوستان میں ہندو راج قائم کیا جائے:۔

اقلیتوں کے متعلق کانگرس کی روش

کانگرس کی یہی وُہ روش ہے جس کی وجہ سے آج تک اقلیتوں کے ساتھ وُہ کسی قسم کی مفاہمت نہ کر سکی۔ اور نہ صرف مفاہمت نہ کر سکی۔ بلکہ اقلیتوں کو اپنی ہستی قائم رکھنے کے متعلق اس نے خطرات میں مبتلا کر کے کسی قسم کے سمجھوتہ کے امکان کو ناممکن بنا دیا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ کانگرس کو ہر بات میں منہ کی کھانی پڑی۔ اور بالآخر اُسے نہایت ذلت کے ساتھ حکومت کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پڑے۔ لیکن حیرت ہے۔ کانگرسی ہندوؤں کو ابھی تک اپنی غلط کاری کا کوئی احساس نہیں ہوا۔ اور وُہ اب بھی اقلیتوں کے متعلق اپنی سابقہ مذموم روش میں نہ صرف کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ اسے اور زیادہ شدت کے ساتھ قائم رکھنا چاہتے ہیں:۔

کانگرس کا مقرر کردہ بورڈ

کانگرس نے پٹنہ کے حال کے اجلاس میں کونسلوں اور اسمبلی میں داخلہ کو جائز قرار دیتے ہوئے۔ اور انتخابات کا سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر انتخابات کے لئے پچیس ارکان کا ایک بورڈ قائم کرنے کی تجویز منظور کی۔ اور گاندھی جی کی تجویز پر ڈاکٹر انصاری صاحب کو اس بورڈ کا صدر بنا کر ممبران بورڈ تجویز کرنے کے لئے پنڈت مالویہ جی کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ سے گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی تمام مسلمان لیڈروں کے مقابلہ میں ڈاکٹر انصاری صاحب کو جو قدر و وقعت دے رہے تھے۔ وُہ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ انہیں کانگرس کے مقرر کردہ بورڈ کا صدر تجویز کیا گیا۔ لیکن جمہور مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر کے ہر پہلو اور ہر لحاظ سے کانگرسی مقاصد کو تقویت دینے والے ڈاکٹر انصاری صاحب نے جب کانگرس کے پارلیمنٹری بورڈ کے صدر کی حیثیت سے مجوزہ بورڈ کے طریق کار کا چند الفاظ میں ذکر کیا۔ اور اس سے کہا کہ اہل ہند آئندہ انتخابات میں کانگرس کی حمایت کریں۔ اور جو فیصلے پٹنہ میں کئے گئے ہیں انہیں ہر جگہ عملی جامہ پہنائیں۔ تو بڑے بڑے کانگرسی اور مہاسبھائی لیڈر اور ہندو اخبارات ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان کے بیان کی تردید کرنے پر اپنا تمام زور اور ساری قابلیت صرف کرنے لگ گئے:۔

ڈاکٹر انصاری صاحب کا اعلان

ڈاکٹر انصاری صاحب نے اس بورڈ کو کامیاب بنانے کے لئے جس کا صدر انہیں گاندھی جی نے قرار دیا۔ کمیونل ایوارڈ کے متعلق کانگرس کی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"کانگرس کو معلوم ہے۔ کہ جہاں ایک طرف ہندوؤں اور سکھوں کی کثیر تعداد کمیونل ایوارڈ کے مخالف ہے۔ وہاں دوسری طرف مسلمانوں۔ ہریجنوں اور عیسائیوں کا بہت بڑا طبقہ اس وقت تک کے لئے کمیونل ایوارڈ کو قبول کر چکا ہے۔ جب تک کہ اس بارے میں کوئی متفقہ سمجھوتہ نہیں ہو جاتا۔ کانگرس اس مسئلہ کا قومی حل تلاش کرنے کی ہمیشہ سعی کرے گی۔ مگر میری رائے میں اس قسم کا حل سوائے اس نمائندہ اسمبلی کے اور کوئی دریافت نہیں کر سکتا۔ جو ایک قومی دستور بنانے کی غرض سے طلب کی جائے۔ جب تک کہ اس مجلس کی تشکیل کے لئے کوئی صورت سامنے نہ آئے۔ اس وقت تک کمیونل ایوارڈ کے مقرر کردہ طریق نمائندگی یا تناسب نیابت کو قبول یا مسترد کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔

نمائندہ اسمبلی کی حقیقت

ڈاکٹر صاحب کی نمائندہ اسمبلی سے مُراد وُہ مجلس ہے جسے منتخب کرنے کے لئے گو نام کے طور پر گاندھی جی نے ڈاکٹر انصاری صاحب کی صدارت میں ایک بورڈ مقرر کیا مگر عملی طور پر مالوی جی کو صدر بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر انصاری صاحب اپنی مجبوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدارت کو کلیۃً مالوی جی کے حوالے کر کے خود یورپ چلے گئے۔ اور اب بورڈ مالوی جی مرتب کر رہے ہیں۔ وُہ جس قسم کا بورڈ بنائیں گے۔ اور اس میں مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کی نیابت کا جو انتظام کریں گے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اول تو ان کی نمائندگی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہوگی۔ پھر ان کی نمائندگی کا شرف جن لوگوں کو بخشا جائیگا۔ وُہ ایسے ہی ہونگے۔ جو ہندوؤں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہونے کا پورا پورا ثبوت دے چکے ہونگے۔ اس قسم کا بورڈ اسمبلی کے لئے کانگرسی امیدوار نامزد کرے جو نمائندہ اسمبلی قائم کرے گا۔ اس کا رویہ مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے متعلق جو ہوگا۔ وُہ ظاہر ہی ہے۔ اور ڈاکٹر انصاری صاحب نے اسی نمائندہ اسمبلی کو فرقہ وارانہ مسئلہ کا قومی حل تلاش کرنے کا اہل قرار دیا ہے:۔

ڈاکٹر انصاری کی تحقیر

مگر ہندو لیڈروں کو ان کی یہ بات بھی سخت ناگوار گزری اور انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی اس عزت و توقیر کو جو انہیں انتخابی بورڈ کا صدر مقرر کر کے کانگرس سے وابستہ چند بے اثر مسلمانوں کی آنکھ میں خاک جھونکنے کے لئے دی گئی تھی۔ خاک میں ملاتے ہوئے ان کے

بیان کی تردید شروع کر دی تھی اور ان کی ساری عمر کی کانگرس پرستی پر پانی پھیرتے ہوئے انہیں کانگرس کی اس پالیسی سے ناواقف قرار دے دیا جس پر بالفاظ مالوی جی "کانگرس نے آج تک استقلال کے ساتھ عمل کیا ہے"۔

پنڈت مالوی صاحب کا اعلان

چنانچہ یہی وجہ پیش کرتے ہوئے مالوی جی نے ڈاکٹر انصاری صاحب کے بیان کے خلاف جو اعلان کیا۔ اس میں لکھتے ہیں :-

"ڈاکٹر انصاری کے پیغام سے فرقہ وار اعلان کے متعلق بعض غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کے احتمال کے باعث اپنی عقل و فکر کے مطابق کانگرس کے پارلیمنٹری بورڈ کی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں۔ بورڈ نے تاحال اس پالسی اور پروگرام پر غور نہیں کیا۔ جو انتخابی اعلان میں شامل کیا جائے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اجلاس میں اس کے متعلق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ آل انڈیا کانگرس کی وہ قرارداد جس کی بنا پر پارلیمنٹری بورڈ کو مقرر کیا گیا ہے۔ بالکل واضح ہے۔ بورڈ صرف انہی کانگرسیوں کو بطور امیدوار منتخب کرے گا۔ جو کانگرس کی مرتبہ پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا پختہ عہد کریں گے۔ لہذا پارلیمنٹری بورڈ صرف وہی پالسی اختیار کرے گا۔ جو کانگرس کی طرف سے مرتب کی جائے گی اور کانگرس جداگانہ انتخاب کی ہمیشہ مخالفت کرتی رہی ہے"۔

گویا یہ بات طے شدہ ہے۔ کہ پارلیمنٹری بورڈ کمیونل ایوارڈ کے متعلق اقلیتوں کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرے گا۔ اور وہ انہی لوگوں کو اسمبلی کے لئے نامزد کرے گا جو جداگانہ انتخاب کی ہر حالت میں مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھیں گے۔

مسٹر اینے کا اعلان

مسٹر اینے سابق صدر کانگرس نے مالوی جی سے بھی زیادہ کھلے الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ کہ

"ڈاکٹر انصاری کا کمیونل ایوارڈ کے متعلق یہ ارشاد کہ اس کے مقرر کردہ طریق نمائندگی یا تناسب نیابت کو قبول یا مسترد کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی حد تک مشکوک ہے اور کانگرس کے ماضی و حال کے صحیح مسلک کو پیش نہیں کرتا۔ آل انڈیا کانگرس نے تاحال یہ فیصلہ نہیں کیا۔ کہ اس کے بورڈ کو محض وائٹ پیپر کی بنا پر انتخابات میں حصہ لینا چاہیئے اس کو وائٹ پیپر کے متعلق ایک معین فیصلہ کرنا پڑے گا۔ اور خاص ہدایات جاری کرنی پڑیں گی۔ اس پروگرام میں وائٹ پیپر۔ فرقہ وارانہ اعلان اور سیاسی و اقتصادی پروگرام وغیرہ ہر چیز شامل ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص کسی انفرادی بیان کی بنا پر بورڈ کی پالیسی کے متعلق کوئی قبل از وقت رائے قائم نہیں کرے گا"۔

غور فرمائیے۔ جب ڈاکٹر انصاری صاحب جیسا فدائے کانگرس بھی کانگرسی ہندوؤں کے نزدیک کانگرس کے ماضی و حال کے صحیح مسلک کو پیش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ تو کسی اور مسلمان کے متعلق کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ کانگرس کے صحیح مسلک کو کبھی سمجھ سکتا ہے۔ یہ ہے وہ قدر و منزلت جو کانگرسی مسلمانوں کو کانگرسی ہندوؤں میں حاصل ہے۔ پھر ڈاکٹر انصاری صاحب کی اس مصلحت کوشی کی۔ کہ نمائندہ اسمبلی قائم ہونے تک طریق انتخاب اور نشستوں کی فرقہ وار تقسیم کے مسئلہ کو نہ اٹھایا جائے جو داد دی گئی ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ کہ پارلیمنٹری بورڈ کے پروگرام میں یہ بات داخل کی جا رہی ہے۔ کہ وہ انہی کانگرسیوں کو بطور امیدوار منتخب کرے۔ جو جداگانہ انتخاب اور کمیونل ایوارڈ میں مقررشدہ تناسب نیابت کی مخالفت کرنے کا اقرار کریں۔

بھائی پرمانند صاحب کا اعلان

اسی سلسلہ میں بھائی پرمانند جی ممبر اسمبلی کا اعلان بھی ملاحظہ ہو۔ جو لکھتے ہیں :-

"فرقہ وارانہ مسئلہ کے نمائندہ اسمبلی کے ذریعہ حل کرنے کی تجویز تمام قوم کے ساتھ ایک بڑی چالاکی سے کم نہیں۔ بھلا جب تک عنان حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی نمائندہ اسمبلی بن ہی کیسے سکتی ہے۔ اگر نمائندہ اسمبلی بن بھی جائے۔ تو پھر اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ نمائندہ اسمبلی کس طرح اس ملک کے مختلف فرقوں کو جن کے آدرش اس قدر مختلف ہیں۔ ایک متفقہ آئین قبول کرنے کے لئے مجبور کر سکتی ہے"۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے :-

"کمیونل ایوارڈ کی ہندوؤں کی طرف سے مخالفت نہ کی گئی تو مسلمان اور دیگر فرقے یہ تصور کرنے لگ جائیں گے۔ کہ جو مراعات انہیں اس ایوارڈ میں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ انہیں بطور انعام حاصل ہوئی ہیں۔ اور اب وہ ان کا قومی حق بن گئی ہیں۔ چونکہ نمائندہ اسمبلی کے بلائے جانے کے لئے بہت سا وقت لگے گا۔ اس لئے بھی اس ایوارڈ کی مخالفت ضروری ہے۔ کیونکہ کچھ وقت گزر جانے کے بعد مسلمان کبھی اپنے حق کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہونگے"۔

مطلب صاف ہے۔ کہ کانگرس خود ساختہ نمائندہ اسمبلی کے بننے تک بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت ترک کرے۔ اور وہ کھلم کھلا یہ بتا کر اور عہد لے کر اسمبلی کے امیدوار نامزد کرے گی۔ کہ وہ اسمبلی میں جا کر سب سے بڑی مہم یہ سر کریں کہ کمیونل ایوارڈ میں جو طریق انتخاب رکھا گیا ہے۔ اور جو مسلمانوں کے لئے کم از کم تناسب نیابت قرار دیا گیا ہے۔ وہ بھی قائم نہ رہے۔

مسلمان کیا کریں؟

گویا مسلمانوں کے حقوق کے خلاف مہاسبھائی ہندو جو کچھ ملک میں کر رہے ہیں۔ کانگرسی وہی کچھ اسمبلی میں جا کر کریں گے۔ اور یہ دونوں فریق جن کے مقاصد پہلے بھی ایک ہی تھے۔ اب کھلم کھلا متحدہ طور پر مسلمانوں کو کچلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ادھر سکھ فرقہ وارانہ اعلان کی مخالفت کے لئے ایک لاکھ سکھ بھرتی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کو یہ خطرہ لاحق ہونا قدرتی بات ہے۔ کہ کہیں حکومت کمیونل ایوارڈ میں تجویز کردہ مسلمانوں کے نہایت قلیل حقوق کو بھی نظر انداز نہ کر دے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں ایک مرتبہ پھر اس بات کا اعلان کر دیں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک کوئی ایسا دستور قطعاً قابل قبول نہ ہوگا۔ جو ان کے کم سے کم مطالبات پر حاوی نہ ہوگا۔ اور ہر ایسی کوشش جس کے ذریعہ کمیونل ایوارڈ میں تغیر و تبدل کر کے ہندوؤں کو خوش کیا جائے گا۔ اس کی شدید مخالفت کی جائے گی۔

"زمیندار" کی عبرتناک حالت

یہ تو ممکن ہی نہیں۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب نے زندگی کے جو دن بسر کرنے ہیں۔ وہ اخبار "زمیندار" کو کسی نہ کسی شکل میں جاری رکھے بغیر گزار سکیں۔ خواہ وہ شکل کتنی ہی عبرتناک کیوں نہ ہو۔ کیونکہ لے دے کر مولوی صاحب کے پاس گداگری کا یہی ٹھیکرا باقی ہے۔ اس وجہ سے "زمیندار" کا کچھ عرصہ بند رہنے کے بعد اب پھر جاری ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور نہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ "زمیندار" اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے جس بطش شدید میں مبتلا کیا گیا ہے اس سے مخلصی پا چکا ہے۔ بلکہ اس کا جاری ہونا ایک طرح سے اس کی عبرتناک حالت کو واضح کرنے کا موجب بن رہا ہے۔ عام لوگوں کے حافظے اتنے مضبوط نہیں ہوتے۔ کہ ایک واقعہ کو دیر تک یاد رکھ سکیں۔ اس وجہ سے "زمیندار" کی ناکامی و نامرادی کی داستان بھولتی جا رہی تھی۔ اور کچھ عرصہ کے بعد بالکل ذہنوں سے محو ہو جاتی۔ مگر اب "زمیندار" عبرت کی مجسم مثال بن کر اور کاسہ گدائی ہاتھ میں لے کر جب سامنے آتا ہے۔ تو اس کی یاد از سر نو تازہ ہو جاتی ہے۔ پہلے ہی پرچہ میں مولوی ظفر علی صاحب بذات خود "قارئین زمیندار کی جناب میں" دست سوال دراز کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "جس بے سر و سامانی کے عالم میں زمیندار کا یہ پرچہ مرتب کر کے قارئین زمیندار کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس کا علم خدائے علیم کے سوا اور کسی کو ہے۔ تو یا تو مجھے ہے۔ یا لاہور کے ان مسلمانوں کو جن کی آنکھوں کے سامنے زمیندار کو بند کرنے اس کی آواز کو خاموش کرنے کے لئے مختلف اندرونی اور بیرونی طاقتیں شب و روز بے پناہ پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ میں اس وقت اپنے مصائب کی یہ خوں چکاں داستان نہیں سنانا چاہتا۔ کیونکہ نہ تو قلم کو یارائے تذکرہ و نگارش ہے اور نہ سننے والوں میں اس درد و الم کے سننے کی طاقت"۔

اس کے ساتھ ہی اس غرض سے ایک "عرضداشت بحضور مسلمانان ہند" پیش کی گئی ہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

مسئلہ کفر و اسلام

کے متعلق

غیر مبایعین کے ایک مطالبہ کا جواب

میں ۱۴ رمئی کو بوجہ علالت دس روز کی رخصت لے کر علاج کے لئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کی خدمت میں گوجرانوالہ جانے کے لئے پا بر کاب تھا۔ کہ ایک دوست نے مجھے پیغام کا پرچہ ۱۱ رمئی دکھایا۔ جس میں مستری عمر الدین صاحب نے جو غیر مبایعین کے نئے مبلغ ہیں۔ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق بحث اٹھا کر اس میں جماعت احمدیہ سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ انہیں کوئی ایسا حوالہ دکھایا جائے ''جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے محض انکار کو کفر قرار دیا ہو۔ تکذیب اور تکفیر کی وہاں شرط نہ ہو۔ اس لئے بفضلہ تعالیٰ میری صحت نسبتاً اچھی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس دوست کی تحریک پر کچھ لکھوں

مستری عمر الدین صاحب کی ضمیر فروشی

مستری صاحب اپنی موجودہ حالت میں اس بات کے اہل نہیں کہ انہیں مخاطب کیا جائے۔ یا ان کے کسی مطالبہ کو کچھ وقعت دی جائے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ضمیر فروش ثابت کر چکے ہیں۔ اور کوئی ضمیر فروش انسان اس عزت کا مستحق نہیں ہوتا۔ کہ اسے مخاطب کیا جائے۔ انہوں نے اس بحث کے اٹھانے سے قبل اپنے ان دلائل کی تردید اب تک شائع نہیں کی۔ جنہیں وہ کل تک خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ اور نہ ہی انہوں نے ابھی تک وہ نئی دلیل بیان کی ہے۔ جو اب ان کے سامنے آئی۔ اور ان کے عقائد کی تبدیلی کا موجب ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ کسی شخص کے عقائد میں کسی تبدیلی کا پیدا ہو جانا اس شخص کی نیت اور اس کے ضمیر کو ملوث ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اور وہ مقلب القلوب ہے۔ (ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب) پس اس حد تک کوئی شخص مورد الزام نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر ایک شخص ایک وقت ایک خاص عقیدہ کی تائید میں متواتر اور مسلسل طور پر ایک عرصہ دراز تک دلائل پر دلائل دیتا رہا ہو۔ اور اس کے خلاف خیالات کی بڑی شد و مد کے ساتھ مدلل طور پر تردید کرتا رہا ہو۔ اور اس کے بعد اس کا وہ عقیدہ تبدیل ہو جائے۔ اور اب وہ اسی شد و مد کے ساتھ یا اس سے بھی بڑھ کر کوشش سے اپنے سابقہ عقیدہ کی تردید اور نئے عقیدہ کا اثبات شروع کر دے۔

تو اصول دیانتداری کی رو سے اس کا سب سے پہلا فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے سابقہ پیشکردہ دلائل کو غلط ثابت کر کے دکھائے۔ اور جو جوابات وہ اپنے سابقہ عقیدہ کی تائید میں پیش کرتا رہا تھا۔ ان کی جو کمزوری اس پر اب کھلی ہے۔ اسے روشن کرے۔ جو نئی دلیل اس کے علم میں آ کر اس کے عقیدہ کی تبدیلی کا موجب ہوئی ہو۔ اسے کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرے لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ اور اس طرف سے پہلو تہی کر کے انہی دلائل کو اپنے نئے عقیدہ کی تائید میں پیش کرنے لگتا ہے۔ جن کی وہ کل تک پر زور طور پر تردید کرتا رہا ہے۔ اور بالمقابل اپنے سابقہ عقائد پر وہی اعتراضات کرنے لگے۔ جن کے جواب وہ خود دے چکا ہو۔ تو اس کی یہ کارروائی کسی صورت میں بھی نیک نیتی اور دیانت و امانت پر محمول ہونے کے قابل نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی وہ اس قابل ہوگا۔ کہ اسے مخاطب کیا جائے۔

مستری عمر الدین صاحب کی یہ بحث بھی مذکورہ بالا دوسری شق کے ماتحت آتی ہے۔ انہوں نے شرافت اور دیانت داری کے اصول کی کچھ بھی پروا نہ کرتے ہوئے وہی اعتراضات جماعت احمدیہ پر کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جن کی کل تک وہ خود تردید کرتے رہے ہیں۔ اور ان میں کوئی بھی جدت انہوں نے پیدا نہیں کی۔ یہی سوال جو انہوں نے آج اٹھایا ہے۔ آج سے سترہ اٹھارہ سال قبل مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ ''تکفیر اہل قبلہ'' میں اٹھا چکے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔ ''جاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کی ساری کتابوں کو تلاش کرو۔ کہ آیا اپنے دعوے کے انکار کو کہیں وجہ کفر قرار دیا ہے۔'' اور اس کا جواب خود مستری عمر الدین صاحب انہیں دے کر ملزم کر چکے۔ اور ان کے خلاف ڈگری لے چکے ہوئے ہیں۔ لیکن اب وہی مستری عمر الدین صاحب بغیر اس کے کہ اپنے جوابات کو غلط ثابت کریں۔ اور اپنے مرتب کردہ اور شائع کردہ رسالجات قول فیصل۔ فیصلہ حکم وغیرہ کی۔ اور ان مبسوط مضامین کی جو وہ الفضل وغیرہ اخبارات رسائل سلسلہ میں شائع کراتے رہے ہیں۔ مدلل طور پر تردید کر کے اسے شائع کریں۔ غیر مبایعین کے وکیل اور مبلغ بنکر وہی اعتراضات ہم پر کرنے لگے ہیں۔ جن کے جوابات وہ خود بھی بارہا دے چکے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کی یہ بحث نیک نیتی اور دیانتداری سے نہیں۔ بلکہ ضمیر فروشی اور مغالطہ دہی پر مبنی ہے

فریب کاری

مستری عمر الدین صاحب کی یہ بحث ایک اور طرح سے بھی ان کی ضمیر فروشی ثابت کرتی ہے۔ وہ رسالہ فیصلہ حکم میں خود لکھ چکے ہیں۔ کہ

''حضرت مرزا صاحب اپنے منکر دعویٰ کو کافر کہنے والا یا مفتری قرار دینے والا سمجھتے ہیں۔ پس پھر کون باقی ہے۔ جسے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ کافر نہ کہنے والوں کو کافر نہیں کہتے۔ بلکہ ... کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر کہنے والوں میں داخل کر دیا ہے پس جھگڑا اتمام ہوا'' (ص ۲۸)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مستری عمر الدین صاحب کو خوب معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ''محض انکار'' پایا جا سکتا ہی نہیں۔ اور جس بات کو وہ اب ''محض انکار'' بتاتے ہیں۔ وہ درحقیقت ''محض انکار'' نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ تکفیر اور تکذیب بھی پائی جاتی ہے۔ پس جب ان کے اپنے اقرار سے ثابت ہے۔ کہ ''محض انکار'' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک پایا جا سکتا ہی نہیں۔ بلکہ جب بھی انکار پایا جائے گا۔ تو اس کے ساتھ تکفیر اور تکذیب بھی موجود ہوگی۔ تو ان کا ہم سے ایسے حوالہ کا مطالبہ کرنا'' جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے محض انکار کو کفر قرار دیا ہو۔ تکذیب اور تکفیر کی وہاں شرط نہ ہو'' سراسر مغالطہ دہی اور فریب کاری نہیں۔ تو اور کیا ہے بھلا جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک تکفیر اور تکذیب کے بغیر انکار پایا جا سکتا ہی نہیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ حضورؑ اپنے اس دعوے کے خلاف خود ہی اپنے انکار کی کوئی ایسی صورت بھی ممکن الوقوع تسلیم کریں۔ اور اس کا حکم بیان فرمائیں۔ جو تکفیر اور تکذیب سے بالکل خالی ہو۔ غرض مستری عمر الدین صاحب کا یہ مطالبہ خود ان کے اپنے مسلمات کے خلاف۔ اور سراسر ایک دھوکہ اور مغالطہ ہے۔ اور ایسا فریب کار شخص اس قابل نہیں ہو سکتا۔ کہ اسے مخاطب کیا جائے

غیر مبایعین کے مسلمات کے خلاف مطالبہ

علاوہ اس کے مستری عمر الدین صاحب کی یہ بحث من چہ سے سرایم و طنبورہ من چہ سے سرائد کی مصداق ہے۔ کیونکہ ان کا مطالبہ ان کے موکل فریق کے موجودہ عقائد اور مسلمات کے سراسر خلاف ہے۔ مستری صاحب کے مطالبہ کا مقتضیٰ یہ ہے۔ کہ ہم انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے حضور کی

تکفیر کا۔ تکذیب کا اور انکار کا ایک ہی حکم ثابت کر کے دکھائیں حالانکہ اس وقت اس بارہ میں لاہوری فریق کو جماعت احمدیہ سے کوئی اختلاف نہیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ان تینوں امور کا ایک ہی حکم ہے۔ اور لاہوری فریق کا بھی اب یہی دعوےٰ ہے فرق صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے نزدیک ان تینوں کا حکم شریعت کی رو سے کفر ہے۔ اور لاہوری فریق کا اس وقت یہ عقیدہ ہے۔ کہ ان میں سے کوئی امر بھی انسان کو کافر نہیں بناتا۔ اور اب وہ اس نقطہ پر آپہنچے ہیں۔ کہ کوئی کلمہ گو اور اہل قبلہ شخص جب تک کہ وہ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہے۔ کسی صورت میں بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صریح مکفر یا صریح مکذب ہو۔ یا بقول ان کے محض منکر ہو۔ کیونکہ یہ تینوں امور اب ان کے نزدیک فرعی کفر ہیں۔ جو اگرچہ ایک دوسرے کی نسبت مراتب میں مختلف ہیں۔ لیکن اس امر میں متحد ہو کر ان میں سے کوئی بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والی نہیں ہے جماعت احمدیہ کے نزدیک بھی یہ تینوں امور متحد الحکم ہیں۔ مگر وہ حکم یہ ہے۔ کہ از روئے شریعت یہ امور کفر میں داخل ہیں۔ گو ان کے مراتب میں باہم تفاوت پایا جاتا ہے۔ پس جب فریقین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ ان کے احکام مختلف نہیں ہیں۔ بلکہ یہ سب متحد الحکم ہیں۔ تو مستری عمر الدین صاحب کا ہم سے یہ مطالبہ کرنا۔ کہ ہم ان کے احکام میں ثابت کر کے دکھائیں۔ دراصل مطالبہ نہیں۔ بلکہ مغالطہ ہے۔ ہاں اگر مولوی محمد علی صاحب بحیثیت امیر باتفاق یا بکثرت آراء اراکین یہ اعلان کر دیں۔ کہ آئندہ ہر ایک کلمہ گو اور اہل قبلہ شخص کو مسلمان نہ سمجھا جائے۔ بلکہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں - یا کہتے تو نہیں۔ مگر اپنے دل میں کافر سمجھتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ آپ کو کاذب سمجھتے ہیں۔ یا ایسا کہتے تو نہیں۔ مگر دل میں آپ کو کاذب سمجھتے ہیں۔ ان سب کو دائرہ اسلام سے خارج یقین کیا جائے۔ تو ایسے اعلان کے بعد ان کا یہ مطالبہ اس پہلو سے بے شک قابل سماعت ہوگا۔ لیکن موجودہ صورت میں وہ ہرگز قابل التفات نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کے متخالف اعلانات

میں اس جگہ اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے لئے اس قسم کا اعلان کرانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایسے اعلانات کرنے کے عادی ہیں۔ اور اس مسئلہ کے متعلق اس وقت تک وہ بہت سے متخالف اور متباین اعلانات شائع کر چکے ہیں۔ چنانچہ ان کا ایک اعلان وہ ہے۔ جسے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے روز پہلے ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو بصورت ٹریکٹ زیر عنوان "مسئلہ کفر و اسلام" شائع کیا۔ اور جس میں لکھا تھا

پہلا اعلان

اس مسئلہ میں کہ اسلام اور کفر کے حدود کیا ہیں؟ جہاں ایک طرف ایسی

آیات ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل اللہ ثم ذرھم۔ یعنی اللہ سوا کر انہیں چھوڑ دو۔ اور پھر فرماتا ہے۔ کہ لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کو بھی قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر ایک آیت ہے۔ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ یعنی ان کو مراد کفار و مشرکین کر ہیں۔ ناقل) مومن بھی کہتا ہے۔ اور مشرک بھی

پھر احادیث میں بعض حدیثیں تو ایسی ہیں۔ جیسے من قال لا الہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ یعنی جو لا الہ الا اللہ کہدے۔ وہ بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایک حدیث اسی کے ہم معنی یہ بھی ہے من کان اٰخر کلامہ لا الہ الا اللہ داخل الجنۃ اور امام ابو حنیفہؒ کا یہ مذہب ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہدے۔ تو وہ مومن ہو جاتا ہے چاہے پھر اس سے شرک۔ کفر۔ یا ظلم سرزد ہو۔ اس کے بالمقابل قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ کسی رسول کا انکار کرنا کافر بنا دیتا ہے اور احادیث میں بعض احادیث ایسی ہیں۔ کہ نماز کا متعمد تارک کافر ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ چوری یا زنا کرنے والا مومن نہیں رہتا۔ یا روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ کے چھوڑنے پر سخت وعید ہیں۔ یوں بھی آتا ہے کہ اگر مومن پر بدظنی کرے دخل النار"

"اسلام مان لینے کا نام ہے۔ اور کفر انکار کا نام ہے۔ اسلام کی بڑی اور آخری حدبندی توحید الہٰی ہے۔ پس جو شخص توحید الہٰی کا قائل ہوتا ہے۔ وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ مگر سب لوگ جو اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ یکساں نہیں ہوتے"

"احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایمان اور کفر کے مراتب ہیں۔ بلکہ خود قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک ہی آیت میں بالکل صاف کر دیا ہے۔ جہاں فرمایا وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ جس میں سمجھایا ہے۔ کہ اکثر لوگوں کا تو یہی حال ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود دل کے کسی نہ کسی کونے میں شرک باقی رہتا ہے۔ پس باوجود مشرک ہونے کے بھی مومن کا لفظ ان پر بولا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آتا ہے۔ تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک بچہ کسی مدرسہ میں داخل ہو جائے لیکن تکمیل تعلیم کے لئے اسے ضروری ہے۔ کہ وہ استادوں کی ہدایات پر چلے۔ اور ان پر عمل کرے۔ اسی طرح جو شخص توحید الہٰی پر ایمان لاتا ہے۔ وہ معاً تکمیل کے درجہ کو نہیں پہنچ جاتا۔ بلکہ یہ ابتداء ہے

بے شک وہ اسلام کے دائرہ کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر تکمیل ایمان کے لئے قرآن کریم کی ہدایات کی پیروی کی ضرورت ہے ان ہدایات کے جس حصہ کو کوئی شخص اپنے عمل میں لاتا ہے۔ اس حصہ میں تکمیل حاصل کرتا ہے۔ اور جس حصہ کو ترک کرتا ہے۔ اس حصہ میں نقصان اٹھاتا ہے۔ اور وہ حصہ نشوونما نہیں پاتا۔ درحقیقت کفر کے معنی بھی دبانے کے ہیں۔ پس یہ حصہ دبا رہنے کی وجہ سے انسان اس کا کافر رہتا ہے۔ لیکن وہ کل کا کافر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جس حصہ کو مانتا ہے۔ اس میں مسلم ہے۔ اور جس حصہ کو چھوڑتا یا اس کا انکار کرتا ہے اس میں وہ کافر ہے۔ اور یہی اصول ادنیٰ سے اعلیٰ ہدایات یا ضروریات ایمان پر حاوی ہے۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کا انکار کر دے۔ وہ تو اس دائرہ سے ہی خارج ہو گیا۔ لیکن جو شخص لا الہ الا اللہ کا انکار کر کے کسی اور حصہ کو چھوڑتا ہے۔ وہ دائرہ کے اندر تو ہے مگر اس خاص حصہ کا کافر ہے۔"

مولوی صاحب کے اس اصولی اور بنیادی اعلان نے یہودیوں سکھوں اور آریوں اور برہموؤں وغیرہ کو بلکہ حسب فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک قوم اپنے موُنہہ سے کہہ سکتی ہے۔ کہ ہم بھی خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو یہی دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی آریہ بھی" (حقیقۃ الوحی) ہر ایک قوم کو دائرہ اسلام کے اندر داخل ثابت کر دیا۔ اور کھول کر کہہ دیا۔ کہ تمام کے تمام انبیاء کا انکار کر کے بھی انسان مولوی صاحب کے تیار کردہ دائرہ اسلام کے اندر داخل رہ سکتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور دیگر تمام انبیاء کا انکار محض ایک فرعی کفر ہے۔ جیسا کہ چوری کرنا یا زنا کرنا یا نماز روزہ وغیرہ کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کرنا محض فرعی کفر ہے۔ حتیٰ کہ کفار مکہ بھی مولوی صاحب کے اس اعلان سے دائرہ اسلام کے اندر داخل ثابت ہو گئے۔ اور آپ کے روحانی بھائی بن گئے۔

دوسرا اعلان

اس کے بعد دوسرا اعلان مولوی صاحب نے ۲۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کے "پیغام صلح" میں کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ

"کفر دو قسم ہے۔ ایک اصل اسلام کا کفر۔ اور دوسرا اسلام کے فروع میں سے کسی فرع کا کفر" "مطلق معنوں میں حضرت مرزا صاحب کے مخالفین میں سے صرف ان لوگوں پر کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور پھر اس پر مدت تک ضد اور اصرار کیا۔" "جس شخص کو تبلیغ پہنچ جائے۔ وہ اگر صرف انکار کرتا ہے۔ تو دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اور نہ اس پر مطلق کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے"

اس اعلان سے اسلام کے دائرہ کو پہلے کی نسبت بہت تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض کلمہ گو اور اہل قبلہ لوگ بھی اس نئی تحدی کی رو سے مطلق کافر یعنے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ البتہ "مدت"

کی تعیین نہ کرنے کے ذریعہ سے ان لوگوں کی دلجوئی کرنے کی گنجائش رکھ لی گئی

تیسرا اعلان

اس کے بعد ایک تیسرا اعلان کیا گیا۔ جس میں بتایا گیا۔ کہ

"ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسرے لوگوں کی طرح یہ تنگدلی نہیں دکھائی کہ وہ کسی کی کسی خوبی کو بھی تسلیم نہ کرتے۔ بلکہ ان کو یہاں تک اجازت دی۔ کہ تم اپنے اپنے مذاہب پر ہی رہ کر الٰہی تعلیم پر عملدرآمد کرو"

(نکات القرآن حصہ اول صفحہ ۵۹)

اس اعلان کے ذریعہ سے ایک طرف تو دیگر مذاہب کے لوگوں کو غیر مذاہب کے لوگ قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ اور دوسری طرف ان پر سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی پابندی اٹھا دی گئی۔ اور انہیں اجازت دیدی گئی۔ کہ دین اسلام کو اختیار کرنے کی بجائے اپنے اپنے مذہب پر رہ کر ان مذاہب کی بتائی ہوئی ہدایات پر کاربند رہیں

چوتھا اعلان

اس کے بعد چوتھا اعلان بصورت رسالہ "تکفیر اہل قبلہ" جاری ہوا۔ جس کے ذریعہ سے ایک طرف تو دائرہ اسلام کو تصریح کے ساتھ تنگ کر دیا گیا۔ اور دوسری طرف بیدریغ لاکھوں بلکہ کروڑوں اہل قبلہ اور کلمہ گو لوگوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیدیا گیا۔ اور صاف طور پر اعلان کر دیا گیا۔ کہ جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہدے۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس اعلان کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ ماننا تو کل اسلام کا انکار کرنا ہے۔ اور ایسا شخص بے شک دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔ (صفحہ ۱۹) "ایک شخص باوجود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے۔ باوجود نماز روزہ کی پابندی کے، باوجود مونہہ سے قرآن کی حکومت کو قبول کرنے کے مسلم نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس نے اپنے بھائی کو کافر کہا" (صفحہ ۷) "ایسا شخص جو آپ کو (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے۔ تو وہ مزدور فتوے حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آ جاتا ہے لیکن ایسا کہنے والوں یا سمجھنے والوں کے علاوہ جو لوگ ایسے ہیں۔ کہ انہوں نے دعوے کو قبول نہیں کیا۔ یا ابھی بیعت نہیں کی۔ وہ محض انکار دعوے سے کافر نہیں ہو جاتے۔" (صفحہ ۲۱) یعنی اب محض توحید کا اقرار دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ کا اقرار بھی اس کے ساتھ ضروری ہے۔ اور یہ کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے۔ وہ مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے

اس لئے جسقدر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر یا کاذب یا دجال کہتے ہیں۔ یا کہتے تو نہیں۔ مگر قرآن اور ان کے حالات بتاتے ہیں۔ کہ وہ ایسا سمجھتے ہیں۔ وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کے اس اعلان نے جہاں لاکھوں اہل قبلہ اور کلمہ گو لوگوں کو اور کروڑوں توحید کے مدعی لوگوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ وہاں دیگر مذاہب کے لوگوں پر ایک خاص مہربانی بھی کی۔ اور وہ یہ کہ وہ حقیقی اور بلاواسطہ کافر نہیں ہیں۔ بلکہ محض مجازی یعنے بالواسطہ کافر ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور دیگر انبیاء کا انکار ان کو حقیقی اور بلاواسطہ کافر نہیں بناتا۔ بلکہ صرف مجازی اور بالواسطہ کافر بناتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے جانے پر کچھ زیادہ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ مولوی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:-

"کفر یا انکار حقیقی تو یہی ہے۔ کہ کوئی حکم اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ اس کو نہ مانا جائے۔ خود نبی کا انکار یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ اس کی بات کو مانا نہیں۔ یعنی جو حکم اس نے خدا کی طرف سے پہنچایا۔ اسے قبول نہیں کیا۔" (صفحہ ۲۸)

مولوی محمد علی صاحب اور لفظ حقیقی کے معنی

مولوی صاحب نے اس جگہ ضمنی طور پر ایک اور سوال بھی بہت خوبی کے ساتھ حل کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ حقیقی اور مجازی کے الفاظ ہمیشہ واقعی اور غیر واقعی کے معنی میں استعمال نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات بلاواسطہ اور بالواسطہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا سوال آتا ہے۔ تو مولوی صاحب کو یہ اصل بالکل بھول جاتا ہے۔ تاہم غنیمت ہے۔ کہ انہوں نے اس حقیقت کو اس جگہ تسلیم کر لیا ہے

پانچواں اعلان

اس کے بعد پانچواں اعلان مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ "ردتکفیر اہل قبلہ" کی صورت میں کیا۔ جس میں انہوں نے اپنے چوتھے اعلان کی عمارت کو بالکل مسمار کر دیا۔ اور اس کی بنیاد تک کو نیست و نابود کر دیا۔ اور اس کا نام بھی "تکفیر اہل قبلہ" کے مقابل پر "ردتکفیر اہل قبلہ" رکھدیا۔ اس اعلان میں انہوں نے یہ اصول قائم کیا۔ کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔ ہاں دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ جن لوگوں پر مولوی محمد علی صاحب اہل قبلہ کی تکفیر کا الزام عائد کریں۔ انہیں بائیکاٹ کریں۔ اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں (تا وہ لوگ یا تو مجبور ہو کر مولوی صاحب کی خدمت میں معافی کی درخواستیں پیش کریں۔ اور جب تک ان کی درخواست کی منظوری کا اعلان نہ ہو۔ اس وقت تک ان کی کوئی فریاد نہ سنی جائے۔ اور اگر وہ مولوی صاحب سے معافی نہ مانگیں۔ تو انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔) مولوی صاحب کے اس اعلان کے الفاظ یہ ہیں۔

"مسلمانوں کی عام جماعت کو واجب ہے۔ کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے کو یہ سزا دیں۔ کہ اسے اپنے حلقہ اخوت میں شامل نہ سمجھیں۔ اور اس سے مقاطعہ اختیار کریں۔ ورنہ حقیقتاً وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتا" (صفحہ ۵۵)

میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ اس وقت تک مولوی صاحب کا اس مسئلہ کے متعلق یہ آخری اعلان ہے۔ اور جب تک یہ اعلان نافذ ہے۔ اور منسوخ نہ کیا جائے۔ اس وقت تک اس کے بالمقابل کوئی جھگڑا اٹھایا نہیں جا سکتا۔ پس اگر مستری عبدالدین صاحب کو اپنی بحث پر اصرار ہو۔ تو وہ پہلے مولوی محمد علی صاحب سے نیا اعلان کرائیں۔ اور اس کے بعد جو چاہیں بحث اٹھائیں موجودہ صورت میں ان کا واویلا سراسر بے سود ہے۔ اور اگر مولوی محمد علی صاحب کو اس وقت کسی لمبے چوڑے اعلان کے مرتب کرنے کی فرصت نہ ہو۔ تو ان کا صرف اس قدر اعلان کر دینا بھی کافی ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں تاریخ سے میری کتاب "ردتکفیر اہل قبلہ" کے پیشکردہ عقائد کو منسوخ سمجھا جائے۔ اور اسی تاریخ سے اس کی بجائے اس سابقہ چوتھے اعلان کو ازسرنو جاری شدہ سمجھا جائے۔ اس دولفظی اعلان کے لئے کسی لمبی چوڑی فرصت کی بھی ضرورت نہیں

مولوی محمد علی صاحب سے ایک بات

میں اس موقع پر مولوی محمد علی صاحب سے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق جماعت احمدیہ کے خلاف جو جھگڑا اٹھا رکھا۔ اور فساد برپا کر رکھا ہے۔ اگر اس کی بنیاد تقوے پر ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ کشجرۃ خبیثۃ اجتثّت من فوق الارض مالھا من قرار ثابت ہو رہا ہے۔ اور کیوں اسے کسی جگہ پر قرار نصیب نہ ہوا۔

قدم قدم پر ٹھوکر

پھر میں کہتا ہوں۔ ایسے نازک مسئلہ پر آپ نے اس قدر جلد بازی سے قلم کیوں اٹھایا۔ کہ قدم قدم پر آپ کو ٹھوکریں پیش آئیں۔ کیا آپ کی یہ نصیحت کہ:- "ہم کو چاہیئے۔ کہ ایسے مسئلہ میں جس کا نتیجہ غلطی کی صورت میں خود ہم پر کفر کا لوٹ آنا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر اور بہت غور کر کے کوئی لفظ مونہہ سے نکالیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اپنے ہاتھ سے اللہ تعالےٰ کی رحمت حاصل کرنے کی بجائے غضب کے مورد ہو جائیں۔" اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم

تقولون ما لا تفعلون کی مصداق ثابت نہیں ہوتی۔ کیا آپ کا یہ خط یا ایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ کی رو سے مقت الٰہی کا مورد ثابت نہیں ہوا۔ کیا آپ کو آیت اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین بھی یاد نہ رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

استخفاف وحی وارشاد حضرت مسیح موعودؑ

مستری عمر الدین صاحب کی یہ بحث ایک اور پہلو سے بھی بے محل بلکہ کج بحثی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس بحث میں جس فریق کے وہ وکیل ہیں۔ اس کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی الٰہی بھی کچھ چیز نہیں ہے۔ چہ جائے کہ حضورؑ کی تعلیمات اور ارشادات پر اسے ایمان ہو۔ اور وہ اسے حجت مانتا ہو۔ اگر اس فریق کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی اور ارشادات کی کچھ حقیقت ہوتی۔ تو وہ حضور کے اس الہامی ارشاد پر اطلاع رکھنے کے باوجود کہ

"میں جانتا تھا کہ مسلمانوں سے ملاعنہ جائز نہیں۔ مگر اب مجھ کو بتلایا گیا کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس کو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پا کر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا۔ وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے" (آئینہ کمالات اسلام صہ ۲۵۶)

کبھی یہ نہ لکھتا کہ "جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو . . . حقیقۃً وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا" (رد تکفیر اہل قبلہ صہ ۵۵) مگر ان لوگوں کے دلوں میں حضور کی وحی اور حضور کے ارشادات پر درحقیقت ایمان ہی نہیں رہا۔ اور رہ بھی کیونکر سکتا ہے۔ جب کہ بقول ان کے حضور کو ایسی وحی بھی ہوتی تھی جو گنہگار کی طرح پھینک دی جاتی تھی۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور پر افترا اور بہتان باندھتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب اپنے رسالہ شناخت مامورین کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں۔

"حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اسے گنہگار کی طرح پھینک دیتا ہوں" لعنۃ اللہ علی الکاذبین

مولوی محمد علی صاحب کی بد دیانتی

اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئینہ کمالات اسلام میں صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے کہ

وآمنت بان رسولنا سید ولد آدم وسید المرسلین وبان اللہ ختم بہ النبیین۔ وبان القرآن المجید بعد رسول اللہ محفوظ من تحریف المحرفین وخطاء المخطئین ولا ینسخ ولا یزید ولا ینقص بعد رسول اللہ۔ ولا یخالفہ الھام الملھمین الصادقین۔ وکل ما فھمت من خواصیات القرآن او الھمت من اللہ الرحمٰن قبلتہ علیٰ شریطۃ الصحت والصواب والسمت۔ وقد کشف علی انہ صحیح خالص یوافق الشریعۃ۔ لا ریب فیہ ولا لبس ولا شک ولا شبھۃ۔ وان کان الامر خلاف ذالک علیٰ فرض المحال۔ فنبذنا کلہ من ایدینا کا المتاع الردی ومادۃ السعال۔ یعنی میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بنی آدم کے سردار اور تمام رسولوں کے آقا ہیں۔ اور اس بات پر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو آپ پر ختم کیا ہے اور یہ کہ آپ کے بعد قرآن کریم میں کوئی تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور کوئی کسی قسم کی غلطی اس میں نہیں واقع ہوئی۔ اور وہ ہر رنگ میں تحریف اور غلطیوں سے بکلی پاک ہے۔ اور وہ کبھی منسوخ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس میں آپ کے بعد کوئی کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ اور کسی سچے ملہم کا الہام اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اور جو مشکلات قرآن کریم مجھ پر کھولے گئے ہیں اور جو الہامات مجھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب اپنے ساتھ صحت اور درستی کے علامات اور نشانات رکھتے ہیں اور انہی علامات اور نشانات کی بنا پر میں نے انہیں قبول کیا ہے۔ اور مجھ پر یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھول دی گئی اور خوب کھل گئی ہے کہ وہ بالکل صحیح ہے۔ جس میں کچھ بھی خطا نہیں اور وہ شریعت کے مطابق ہے۔ اس بات میں کوئی شک یا شبہ وغیرہ قطعاً قطعاً نہیں ہے۔ اور اگر بفرض محال اس کے خلاف ہوتا تو ہم اسے اپنے ہاتھ سے اس طرح پھینک دیتے جیسا کہ ردی چیز کو پھینک دیا جاتا ہے اور جس طرح کھنگار کو پھینکا جاتا ہے۔ اسی طرح اسے ہم پھینک دیتے۔

اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر کس قدر زور دیا ہے کہ میرے کسی الہام کا شریعت کے خلاف ہونا بالکل محال اور ناممکن ہے۔ اور اس کے مطابق شریعت ہونے میں قطعاً قطعاً کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے نہایت بد دیانتی سے کام لے کر الٹا اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ آپ کو بھی الہامات ایسے ہوتے جو کھنگار کی طرح پھینک دینے کے قابل تھے اور اس وجہ سے خود آپ نے انہیں کھنگار کی طرح پھینک دیا۔ کس قدر جرأت ہے کس قدر دلیری ہے کس قدر بے باکی ہے۔ اور کس قدر بد دیانتی اور بے ایمانی ہے۔ پھر باوجود اس کے حضور پر ایمان رکھنے کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے۔

اس حوالہ کا مضمون بیان کرنے میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک اور طرح بھی تحریف سے کام لیا ہے کہ شریعت کی بجائے لفظ قرآن و حدیث رکھ دیا ہے۔ کیا وہ حدیث اور شریعت کو ایک جگہ سمجھتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ایک حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے۔ مگر شریعت کو رد کرنا کفر ہے۔ مگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی والہام پر حملہ کرنے کے لئے اس دھوکہ سے بھی پرہیز نہیں کیا۔

غرض جب ان لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے۔ تو وہ حضور کے حوالجات کو کیوں ماننے لگے۔ پس مستری عمر دین صاحب اپنی اس بحث کو نتیجہ خیز بنانا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے۔ کہ پہلے وہ مولوی محمد علی صاحب کے سامنے آئینہ کمالات اسلام کا مذکورہ بالا حوالہ رکھ کر ان کے اعلان پنجم کی رو سے تردید کروائیں۔ اور اس کے بعد یہ بحث اٹھائیں۔ ورنہ ان کی یہ کارروائی سراسر بے سود ہوگی۔

مطالبہ کی طرف التفات کرنے کی وجہ

پس ان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مستری عمر الدین صاحب کا مطالبہ موجودہ حالات میں قابل التفات نہیں ہے۔ ہاں چونکہ انہوں نے مولوی محمد علی صاحب کی دراصل ایک منسوخ شدہ بحث کو از سر نو اٹھاتے ہوئے جسے خود مولوی محمد علی صاحب نے بھی کسی خاص خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے آخری اعلان میں دہرایا ہے۔ اور باوجود کئی بار اس کا مکمل اور مفصل جواب دیا جا چکنے کے مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ فلاں بات کا جواب ہمیں ابھی تک نہیں ملا۔ اس لئے میں اس خیال سے کہ خدا تعالیٰ کے رحم و کرم سے کچھ بعید نہیں کہ ان لوگوں میں سے کسی سعید روح کو از سر نو جواب دیکھ کر فائدہ پہنچ جائے۔ اور راہ راست پر آنا نصیب ہو۔ اس سوال کو ایک عام سوال سمجھ کر فائدہ عام کی غرض سے اس کا جواب لکھنا چاہتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

خاکسار۔ محمد اسمٰعیل عفی عنہ از قادیان

وصیت حصہ آمد میں اضافہ

میاں کریم بخش صاحب احمدی خیاط سکنہ گوجرانوالہ حال ملازم ہیمو ملک برما کی وصیت ۱/۱۰ حصہ کی تھی۔ مگر اب موصی مذکور نے مئی ۱۹۳۴ء سے اس حصہ وصیت میں اضافہ کرتے ہوئے

چندہ کشمیر و بیرونی ممالک کی احمدیہ جماعتیں

(۱) جماعت احمدیہ آبادان (ایران) کے امیر مرزا برکت علی صاحب خدا کے فضل و کرم سے چندہ کشمیر کے لئے خصوصیت سے کوشش فرماتے رہتے ہیں۔ اور ان کو کامیابی ہوتی ہے۔ حال میں آپ نے ۴۰ روپے کی رقم بہ تفصیل ذیل ارسال فرمائی ہے۔

آقائی علی حسن طالبی ایرانی	۱۰۰ ریال
محمد حسین صاحب	۱۰
خیر محمد خان صاحب	۱۰
چودہری محمد اسحاق صاحب	۱۰
شیخ نثار علی صاحب	۱۰
آقائی حاجی ماشاء اللہ صاحب ایرانی	۲۵
خواجہ غلام رسول صاحب	۴۲
فضل محمد صاحب	۱۰
مختلف احباب سے کھال قربانی کی قیمت	۲۳
کل	۲۴۰ ریال = ۴۰ روپیہ

اس کے علاوہ آپ نے یکم مئی ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک جماعت آبادان کے احمدی احباب کا بجٹ چندہ کشمیر ۶۹۲ بنا کر ارسال فرمایا ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب اور شیخ حبیب اللہ صاحب نے چندہ کشمیر بجائے ایک پائی کے دو پائی فی روپیہ ماہوار ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۲) مکرمی شیر محمد خان صاحب نے آسٹریلیا سے اطلاع دی ہے۔ کہ ان کی تحریک پر مکرم سید امیر حیدر شاہ صاحب نے ۱۰ پونڈ کی رقم مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ رقم ایک پونڈ ماہوار کے حساب سے آیا کرے گی۔ چنانچہ ماہوار یہ روپیہ وصول ہو رہا ہے۔ ہر دو صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے ۔

(۳) مکرم ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب نے امریکہ سے گذشتہ ایام میں اپنا ذاتی چندہ حصہ وصیت ارسال فرماتے ہوئے اس کے ساتھ کشمیر ریلیف فنڈ کا چندہ ۲۳ روپیہ ارسال کیا اخبارات کے متواتر اعلانات سے یہ امر احباب پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مظلومین کشمیر کی آئینی امداد کا کام از سر نو جاری فرما دیا ہے۔ اور پہلے کی طرح ہی وسیع پیمانہ پر جاری کیا گیا ہے۔ اس لئے مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ پس ہندوستان اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کو چندہ کشمیر نہ صرف باقاعدگی کے ساتھ احمدیوں سے ہی وصول کر کے ارسال کرنا ضروری ہے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کار خیر میں شریک کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آمد چونکہ ان ایام میں بہت کم ہو رہی ہے۔ اور خرچ بڑھ رہا ہے۔ جو پیش آمدہ حالات کی بناء پر قرض لے کر کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر ایک جماعت کے سکرٹری مال محصل صاحبان اور دیگر احباب کا فرض ہے۔ کہ چندہ کشمیر وصول کرنے میں خاص سعی فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خوشنودی اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کریں

خاکسار: برکت علی خالص فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان

حالات کشمیر

تعزیری ٹیکس کی وصولی

بیجباڑہ - پلوامہ - مٹن اور سوپور وغیرہ میں مسلمانوں سے تعزیری ٹیکس وصول ہو چکا ہے۔ صرف سوپور میں ۲۱۵۰ روپیہ وصول کئے گئے۔ لوگوں کا مال و اسباب و خوراک مستعمل کپڑے اور برتن تک قرق کر لئے گئے

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن

چند ایک غدار اور دشمنان قوم نے یہ مکروہ اور ناپاک پروپیگنڈا کیا۔ کہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو بیرونی مدد کی ضرورت نہیں ہے حالانکہ یہ سراپا غلط ہے۔ مسلمانان کشمیر کو آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر پورا پورا بھروسہ اور اعتماد ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں شہروں قصبات اور مضافات سے بے شمار تاریں دی گئی ہیں

ہندو پریس کا مکروہ پروپیگنڈا

ایک قدیمی دشمن اسلام اخبار نے اپنے ایک گذشتہ پرچہ میں ایک مخبری نامہ نگار کی طرف سے لکھا۔ کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب سری نگر آ رہے ہیں۔ لیکن یہاں کے لوگ اب اس کے جال میں پھنس جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ایسے کورباطن اور دشمن اسلام اخبار اور اس کے مخبری نامہ نگار کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس جھوٹ اور لغو پروپیگنڈا سے مسلمان نہ حقوق حاصل کئے بغیر چپ رہیں گے۔ اور نہ وہ شودر بن کر ہندوؤں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہیں گے۔ جموں و کشمیر کے ۳۲ لاکھ مسلمان سوائے چند غداران قوم کے سب شیخ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ ہیں

احمدیت کے دسترخوان کی ریزہ چینی کرنے والے

اخبار الفضل ۲۴ مئی میں ایک نوٹ "ایک تاریخ قادیان کی حقیقت" کے عنوان سے میری نظر سے گذرا - اسی سلسلہ میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ جو امید ہے احباب کے لئے موجب دلچسپی ہوگا۔ اور انہیں معلوم ہو سکے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے غلاموں کے دسترخوانوں کی ریزہ چینی کرنا اور پھر اسے پبلک کے سامنے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ اپنی طرف یا اپنے کسی مولوی کی طرف منسوب کر کے پیش کرنا ان لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔

ایک دو سال ہوئے ایک مولوی صاحب جو دیوبندی تھے یہاں آئے۔ انہیں ایام میں آریوں نے اپنا جلسہ کیا۔ اور اسلام پر اعتراضات کئے۔ مولوی صاحب ان اعتراضات کا جواب نہ دے سکے۔ آخر لوگوں کے تنگ کرنے پر خفیہ طور پر ہمارے پاس آئے۔ اور ایک ہفتہ تک روزانہ ہماری مسجد میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کتب کا جو حضور نے آریوں کے رد میں لکھی ہیں۔ مطالعہ کرتے۔ اور نوٹ لیتے رہے کاغذ قلم دوات وغیرہ بھی ہم سے ہی لی۔ اس کے بعد جامع مسجد سنڈہور بازار میں جلسہ کیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ مولوی صاحب آریوں کے اعتراضات کے جواب دیں گے۔ اور احمدیوں کے رد میں بھی تقریر کریں گے۔ آریوں کے متعلق جو جوابات دیئے۔ چونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے نقل شدہ تھے اور نہایت مدلل و معقول تھے۔ اس لئے خوب پسند کئے گئے۔ مگر انہی مولوی صاحب نے تقریر کے دوسرے حصہ میں احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بہت زہر اگلا۔ اور یہاں تک کہا۔ کہ مرزا صاحب تو (نعوذ باللہ) بالکل جاہل اور ان پڑھ تھے۔

ابھی چند دن ہوئے میری نظر سے ایک رسالہ "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" حصہ اول و دوم گذرا جو کسی شخص محمد عثمان نے دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس کے سرورق پر یہ عبارت لکھی ہے "کہ ایں حصہ اول و دوم از آں رست از افادات حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم مگر ان ہر دو رسالوں میں لفظ بلفظ ایک احمدی کی کتاب کے مضامین کی نقل کی گئی ہے۔

ہمیں ایسے لوگوں کی اس قسم کی حرکتوں سے جہاں ان کی اخلاقی

۲ حالت کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں خوشی بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے طرز عمل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی صداقت اور حضور کا سلطان القلم ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ خاکسار سید عبدالحی کمرشیل ہاؤس منصوری

گوشوارہ کارگزاری جماعتہائے انصار اللہ

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء

نمبر شمار	نام جماعت	حلقہ تبلیغ	تعداد انصار اللہ	تعلیمی اجتماع	افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہار	پبلک جلسے و مناظرے	وفود زیر تبلیغ دیہات	بیعت
۱	صالح نگر	یوپی	۱۰	۰	۲۴۱	۰	۰	۱-۷	۰
۲	لائل پور	پنجاب	۱۹	۲	۸۵	۰	۰	۱-۳	۰
۳	ادرحمہ ضلع شاہ پور	″	۹	۰	۴	۰	۰	۱-۶	۰
۴	باوڑہ	سندھ	۱۷	۳	۴۵۰	۰	۱	۱-۱۱	۰
۵	شاہدرہ	پنجاب	۱۱	۰	۵۷	۰	۰	۱-۸	۰
۶	سامانہ	پٹیالہ سٹیٹ	۱۸	۴	۱۵	۰	۰	۱-۴	۰
۷	اجمیر ضلع ہوشیار پور	پنجاب	۲	۰	۲۸	۰	۰	۱-۱	۰
۸	بھاکا بھٹیاں	″	۹	۳	۱۵۰	۰	۱	۱-۸	۱
۹	بھوماں وڈوالہ	″	۴	۰	۲۱	۰	۱	۱-۴	۰
۱۰	آبنہ ضلع شیخوپورہ	″	۱۱	۱	۹۵	۰	۰	۱-۲	۰
۱۱	اٹھوال	″	۲۴	۱	۱۲	۰	۱	۱-۲	۰
۱۲	پنڈی بھٹیاں	″	۴	۰	۳۵۷	۰	۲	۱-۲۵	۲
۱۳	پیر کوٹ	″	۴	۱	۱۶	۰	۰	۱-۴	۰
۱۴	جہلم	″	۱۸	۴	۲۰۰	۰	۰	۱-۲	۰
۱۵	دہلی	ہند	۱۳	۱	۱۸۲۷	۲۲۰۰	۱	۱-۱	۱
۱۶	ڈسکہ	پنجاب	۱۶	۳	۱۴۵	۰	۱	۳۷۰	۱
۱۷	سرگودہا	″	۹	۰	۳۲	۳۴۳	۰	۱-۴	۰
۱۸	سرائے نورنگ	سرحد	۷	۲	۹۵	۵۱	۰	۱-۱۳	۰
۱۹	سنگرور	پنجاب	۱۲	۱	۲۵۰	۰	۰	۱-۴	۱
۲۰	شاہجہان پور	یو-پی	۷	۴	۳۰	۰	۲	۱-۱	۰
۲۱	فیروزوالہ	پنجاب	۵	۲	۷۰	۰	۲	۱-۳	۰
۲۲	کریم پور	″	۹	۱	۳۰	۰	۰	۱-۹	۰
۲۳	کریام ضلع جالندھر	″	۱۶	۵	۱۴۵	۴۸	۱	۱-۵	۰
۲۴	کاٹھتاں	″	۹	۱	۳۱	۰	۱	۱-۵	۰
۲۵	موسٹی والہ	″	۱۲	۱	۳۵	۰	۰	۱-۳	۰
۲۶	ملتان	″	۳۳	۴	۰	۳۰۸	۱	۱-۱	۰
۲۷	میسانی	″	۳	۲	۳۵	۶۰	۰	۱-۵	۰
۲۸	ننکانہ صاحب	″	۲	۰	۱۱۶	۵۶	۱	۱-۱	۰
۲۹	حافظ آباد	″		۰	۲۰	۲۰۰	۱	۱-۵	۰
۳۰	فتح پور ضلع گجرات	″	۴	۱	۳۴	۱۶	۱	۱-۵	۰
۳۱	کلکتہ		۱۵	۴	۷۰۰	۰	۶	۱-۲	۲
۳۲	عزیز پور ضلع سیالکوٹ	″	۵	۰	۳۴۰	۰	۰	۱-۷	۰
۳۳	چوہدری والہ لائل پور	″	۴	۱	۴۵	۰	۱	۱-۲	۰
۳۴	شاہدرہ	″	۱۱	۰	۱۵۷	۱۵۰	۰	۱-۱۴	۰
۳۵	کھیوے والی	″	۷	۰	۵	۰	۲	۱-۴	۰
۳۶	باڈرہ سندھ	سندھ	۱۷	۲	۴۵۰	۲۰	۱	۱-۱۱	۰
۳۷	کلیان پور لائل پور	پنجاب	۷	۳	۲۸	۷۵	۱	۱-۰	۰
۳۸	کراچی	سندھ	۰	۰	ان گنت	۲۰۰۰	۰	۱-شہر	۰

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۴ء

نمبر شمار	نام جماعت	حلقہ تبلیغ	تعداد انصار اللہ	تعلیمی اجتماع	افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہار	پبلک جلسے و مناظرے	وفود زیر تبلیغ دیہات	بیعت
۱	صالح نگر	یوپی	۱۰	۰	۱۷۰	۰	۰	۱-۴	۰
۲	لائل پور	پنجاب	۲۲	۲	۳۰۵	۰	۴	۱-شہر	۱۵۳
۳	ادرحمہ	″	۱۰	۰	۳۰	۰	۰	۱-۷	۰
۴	بھوماں وڈوالہ امرتسر	″	۴	۰	۳۰	۱۰۰	۰	۱-۲	۰
۵	آبنہ ضلع شیخوپورہ	″	۱۱	۱	۶۵	۴	۰	۱-۲	۰
۶	اٹھوال	″	۲۴	۱	۰	۵۶	۰	۱-۱۲	۰
۷	ڈسکہ	″	۱۶	۲	۳۲	۰	۰	۱-۱	۰
۸	سرگودہا	″	۹	۳	۶	۴۰	۰	۱-۱	۰
۹	شاہجہان پور	یو-پی	۷	۲	۳۷	۱۵۰	۰	۱-۳	۰
۱۰	کریم پور	پنجاب	۹	۱	۱۹	۰	۰	۱-۲	۰
۱۱	میانی	″	۳	۲	۳۵	۲۰	۰	۱-۵	۰
۱۲	کراچی	سندھ	۰	۰	۴۰	۲۰۰	۰	۱-شہر	۰
۱۳	چھلوکے	پنجاب	۱۶	۱	۳۲۰	۵۰	۰	۱-۱۲	۰
۱۴	برہمن بڑیہ	بنگال	۱۱	۱	۱۵	۱۰	۱	۱-۳	۱

۱۹۳۴ء کے پہلے چار ماہ کے تبلیغی کوائف شائع کئے جا چکے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے بعد ہر ایک ضلع کے تبلیغی انتظام پر ریمارکس شائع کئے جائیں گے۔

خاکسار۔ اللہ دتا جنرل سکرٹری انصار اللہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اودے پور چتوڑ ریلوے کے سٹور کھمبی گھاٹ ڈیپو سے اجمیر سے ۲۹ مئی کی اطلاع کے مطابق ۲ ہزار پونڈ یعنی ۲۵ من ڈائنامیٹ چوری ہوگیا ہے۔ پولیس سرگرمی سے تفتیش کر رہی ہے۔

بیزواڑہ سے ۲۹ مئی کی خبر ہے کہ ایک قریبی گاؤں میں اینٹوں کے ایک بھٹہ سے آگ نے پھیل کر تمام گاؤں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ۱۲ اشخاص بالکل جل کر راکھ ہوگئے کئی جھلس گئے اور نازک حالت میں ہیں۔ ہلاک شدہ مویشیوں کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ صدہا اشخاص بے خانماں ہوگئے ہیں۔

بیجک کے دیوتا کو خوش کرنے کے لئے ایلور سے ۲۹ مئی کی اطلاع کے مطابق ہندوؤں نے ۵۰۰ جانوروں اور پانصد پرندوں کی قربانی کی۔ آدھی رات کے وقت آٹھ بھینسوں کو ذبح کیا گیا۔ تمام گاؤں میں خون میں بھگو کر چاول بکھیرے گئے۔ اور خون آلود کپڑے پہنے گئے۔

سنٹرل اکالی دل امرتسر کے سکرٹری نے ۲۹ مئی کو اعلان کیا ہے۔ کہ کمیونل ایوارڈ کے خلاف جد و جہد کرنے کے لئے تیس ہزار سکھ والنٹیر بھرتی ہو چکے ہیں۔

ترکی گورنمنٹ انگورہ سے ایک تازہ اطلاع کے مطابق غیر ملکیوں کو باہر نکال رہی ہے۔ تا معاش کے تمام ذرائع سے ترکی لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ وہاں پر مقیم چند ہندوستانی تاجروں کو بھی نکال دیا گیا ہے۔

حکومت بنگال کلکتہ سے ۲۹ مئی کی اطلاع کے مطابق بہرام پور کیمپ کے سیاسی قیدیوں کو مفید شہری بنانے کی سکیم کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے والی ہے۔ تا قیدی رہا ہونے کے بعد روزی کمانے کے قابل ہو سکیں انہیں ٹائپ۔ شارٹ ہینڈ اور بک کیپنگ سکھانے کے لئے کلاسز جاری کی گئی ہیں۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت میں لنڈن سے ۲۹ مئی کی آمدہ اطلاعات کے مطابق تاخیر اس وجہ سے ہوئی ہے کہ پارلیمنٹ کی کانزرویٹو پارٹی میں شدید اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔ چرچل گروپ اس کی سخت مخالفت کر رہا ہے لیکن وزیر ہند کم از کم وائٹ پیپر سکیم کو جلد سے جلد نافذ دیکھنا چاہتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ رپورٹ جون کے بجائے اگست میں شائع ہوگی۔

وزیر آباد ریلوے سٹیشن کے بیرونی احاطہ میں واقع دو دکانوں میں ۲۷ مئی کی آدھی رات کے وقت آگ لگ گئی۔ جس پر انتہائی کوشش کے باوجود اس وقت تک قابو نہ پایا جا سکا۔ جب تک کہ ہزاروں کا نقصان نہ ہوگیا

لاہور میونسپلٹی نے کچھ عرصہ ہوا۔ سر جافرے ڈی مانٹ مورنسی میموریل فنڈ میں ایک سو روپے دینے کا ریزولیوشن منظور کیا تھا۔ جسے کمشنر نے اس بناء پر مسترد کر دیا ہے۔ کہ یہ میونسپل فنڈ کا صحیح استعمال نہیں۔

ہاربن سے ۲۹ مئی کی خبر ہے کہ قزاقوں کے ایک گروہ نے موسنگ کے قریب ایک جاپانی فوجی گاڑی پر حملہ کرکے اسے پٹڑی سے اتار دیا۔ اور ۳۵ سپاہیوں کو گولی سے ہلاک کرنے کے علاوہ بہت سوں کو زخمی کر دیا۔

لیگ اقوام نے باسفورس اور درہ دانیال کے متعلق ایک کمیشن مقرر کیا ہے۔ جنیوا سے ۲۷ مئی کی خبر ہے کہ ٹرکی کے وزیر خارجہ توفیق رشدی بے اس کے سامنے ایک یادداشت رکھنے والے ہیں۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ ترکی حکومت ان پابندیوں کو جو معاہدہ لوزان کے رو سے عائد کی گئی ہیں۔ گوارا نہیں کر سکتی۔

صوبہ سرحد میں ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء سے دوران میں قتل کی ۲۹ وارداتیں ہوئیں۔ جنوری سے اپریل تک کل ۱۴۰ قتل ہو چکے ہیں۔ گذشتہ سال اس مدت میں ۱۱۲ وارداتیں ہوئی تھیں

انگورہ سے ۲۹ مئی کی اطلاع مظہر ہے کہ شاہ ایران حکومت ترکی کی دعوت پر وہاں جا رہے ہیں۔ اور ۱۰ جون کو ترکی کی سرحد پر وارد ہوں گے۔

مولانا شوکت علی کے متعلق اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ آپ فلسطین جا رہے ہیں۔ قاہرہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت فلسطین نے اپنی حدود میں آپ کے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ اس کے خیال میں نقض امن کا اندیشہ ہے۔

بمبئی گورنمنٹ نے ہڑتال کے متعلق ۲۹ مئی ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ امن عامہ کے تحفظ کے لئے ۱۴ لیڈر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ یہ لیڈر ہڑتالیوں کو مشورہ دے رہے تھے۔ کہ مسلح ہو کر فوج اور پولیس کا مقابلہ کریں جب تک کہ حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی کی تحقیقاتی رپورٹ شائع نہ ہو۔ گورنمنٹ مصالحتی بورڈ بنانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کی اشاعت سے قبل الہ آباد سے ۲۹ مئی کی اطلاع کے مطابق حکومت برطانیہ بعض سرکردہ ہندوستانیوں سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ اس کے لئے پنجاب سے سر سکندر حیات خاں اور یو۔ پی سے سر تیج بہادر سپرو کو بلایا گیا ہے۔

ساؤتھ وزیرستان سکاؤٹ بٹالین پر شملہ سے ۳۰ مئی کی اطلاع کے مطابق اڑھائی صد وزیریوں نے وانا کے قریب حملہ کر دیا۔ ایک انگریز کپتان اور پانچ سپاہی مجروح ہوئے۔ وزیریوں کو بھی خاصا نقصان پہنچا۔ ان وزیریوں کو چونکہ حکومت کی طرف سے الاؤنس نہیں ملتے۔ اس لئے یہ فوجی نقل و حرکت کے خلاف ہیں۔

نیویارک سے ۲۹ مئی کی اطلاع مظہر ہے کہ ٹیکسٹائل لیبر لیڈر نے اعلان کیا ہے کہ اگر خوشحالی کے پروگرام کے ماتحت کپڑے کی تیاری میں ۲۵ فی صدی کمی کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو تین لاکھ مزدور سٹرائیک کر دیں گے۔ اور اس طرح تمام کارخانے بند ہو جائیں گے۔

مسٹر جناح کے متعلق جو انگلستان روانہ ہو چکے ہیں۔ بمبئی کے اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ۱۴ نکات کے حق میں زبردست پروپیگنڈا کریں گے۔ اور کمیونل ایوارڈ کی تنسیخ کے لئے جتنی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کو ناکام کرنے کی پوری پوری جد و جہد کریں گے۔

سر جیالکر کے متعلق ایک مرہٹی اخبار اپنے نامہ نگار مقیم لندن کی ارسال کردہ اطلاع کی بناء پر لکھتا ہے کہ آپ پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے لیطور امیدوار کھڑے ہوں گے۔

حکومت دہلی نے ۲۹ مئی کی اطلاع کے مطابق اوقات نماز میں شہر کی تمام مساجد کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت کر دی ہے۔ خواہ وہ باجہ بارات کا ہی کیوں نہ ہو

سوویٹ روس کے سائنس دانوں نے ایک ایسا غبارہ تیار کیا ہے۔ جو تیرہ میل کی بلندی تک کامیابی کے ساتھ پرواز کرکے تمام ریکارڈوں کو مات کر چکا ہے۔

بڈھلاڈا اور تلونڈی میں سولہ ناکردہ گناہ مسلمانوں کو ہلاک اور بیس کو زخمی کر دینے کے جرم میں مشہور بدمعاش سنتا سنگھ کو سزائے موت کی سزا کا جو حکم دیا گیا تھا۔ اس کی اپیل کا فیصلہ ۳ مئی کو لاہور ہائی کورٹ کے بنچ نے کیا اور اس ظالم کی سزائے موت کو بحال رکھا۔ اس کا ایک ساتھی پولیس کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جہنم رسید ہو چکا ہے اور دوسرا بلدیو ایک اور مقدمہ قتل میں پھانسی پر لٹکایا جا چکا ہے۔

شنگھائی سے ۲۷ مئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دریا سے

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی